از جناب جارج اشتون

مسلمان اور مغربی میڈیا

امریکہ کے سابق صدر آنجہانی جارج واشنگٹن کے پڑپوتے جارج اشتون نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اپنے تفصیلی مضمون میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ اس مضمون کا ایک حصہ پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

میری پیدائش واشنگٹن کے قریب ورجینیا میں ہوئی۔ میرے والد امریکی بحریہ میں ایک افسر تھے، وہ امریکی صدر جارج واشنگٹن کے پوتے تھے۔ میری نشوونما اور تعلیم وتربیت کے سارے مراحل خاندان میں طے ہوئے۔ میرے آباؤ اجداد کا ایک بڑا فارم ہے جو چار سو سال سے ہماری ملکیت ہے۔ عیسائیت کے متعلق چند معلومات حاصل کرنے کی جستجو میرے اندر بچپن ہی سے تھی۔ میں جب پادری سے بھی سوال کرتا، وہ مجھے مطمئن کرنے میں ناکام ہو جاتا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود اور حضرت عیسیٰ کا وجود دونوں الگ الگ ہیں۔ یہ دور میری زندگی کا مشکل ترین دور تھا۔

جب میں نے صحافتی زندگی میں قدم رکھا تو ایک کیمرہ مین کی حیثیت سے رسالہ ٹائم کی طرف سے لبنان کی خانہ جنگی کی تصویریں کھینچنے کے لیے بیروت جانا پڑا۔ ایک عرب اور مسلمان ملک کے سفر کا تصور کر کے مجھے خوف اور گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ امریکی فلموں اور میڈیا نے میرے دل و دماغ میں یہ بات اچھی طرح بٹھا دی تھی کہ مسلمان تشدد پسند اور ظالم ہوتے ہیں۔ وہ انتہائی جاہل اور جنگلی ہوتے ہیں۔ انسانی جذبات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن لبنان میں داخل ہوتے ہی میرے تمام نظریات وتصورات یکسر باطل ثابت ہوئے۔ میں نے بچشم خود مشاہدہ اور تجربہ کیا کہ مسلمانوں اور عربوں سے متعلق مغربی میڈیا نے جو کچھ تاثرات دیے ہیں، وہ جھوٹ اور گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے۔ لبنان میں جن مسلمانوں سے مختلف مقامات پر ملاقاتیں ہوئیں، انہوں نے ہمیں خطرات سے محفوظ رکھنے میں جان کی بازی لگا دی۔ میرے کھانے پینے اور آرام و راحت کے تمام وسائل مہیا کرنے کی ہر ممکن کوششیں کیں۔ جب (عیسائی فوجوں) کی کمین گاہوں سے گولی چلائی گئی اور میں زخموں سے

چور ہو گیا تو ان مسلمانوں نے میرے علاج میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور انہوں نے اس طرح میری دیکھ بھال کی جیسے میں ان کا بھائی اور فرد خاندان ہوں۔ اس وقت میری عمر صرف بیس سال تھی۔ جس ہوٹل میں میرا قیام تھا' وہیں قریب ایک مسجد تھی جس کے امام سے میں ملا کرتا اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا۔ ان کی باتوں سے میرے اندر اسلام سے رغبت پیدا ہونے لگی۔ اس وقت میں نے نہ قرآن پڑھا تھا اور نہ ہی حدیث سے واقف تھا۔ لیکن مسلمانوں کے امام سے گفتگو اور مسلسل ملاقاتوں اور ان کے قرب نے میری تمام غلط فہمیوں کو دور کر دیا۔ میں نے از سر نو مسیحی اور مختلف عیسائی فرقوں سے متعلق مطالعہ کرنا شروع کیا۔ گرجا گھروں میں پادریوں سے بھی ملا لیکن مجھے تسلی نہ ہو سکی۔ جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو واشنگٹن میں افغانستان کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والی ایک ایجنسی نے مجھے رپورٹنگ کے لیے افغانستان بھیجا۔ میری یہ ذمہ داری تھی کہ افغان مجاہدین کی ضروریات کا جائزہ لوں اور مالی وفوجی امداد کا اندازہ کروں۔ ہم نے بعض افغان مجاہدین کو واشنگٹن اور نیویارک مدعو کیا تاکہ وہ امریکن کانگریس کے ارکان سے تبادلہ خیال کر سکیں۔ ان رابطوں کے دوران میں نے عام افغان مجاہدین کے اندر جو اسلامی روح پائی' اس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عین معرکہ جنگ میں وقت آنے پر نمازوں کے لیے کھڑے ہو جاتے' وہ کہا کرتے کہ اپنے خالق ومالک کو راضی کرنے کے لیے ہم عبادت کرتے ہیں۔ میں جب انہیں جوش وجذبے سے جہاد کرتے دیکھتا اور نہتے ہوتے ہوئے بھی ایک بڑی فوجی طاقت سے لڑتے دیکھتا تو اپنے دل میں کہتا کہ یہ لوگ کمزور اور نہتے ہونے کے باوجود اپنے طاقتور دشمن پر یقیناً فتح وغلبہ حاصل کر لیں گے۔ اس لیے کہ ان کے دلوں میں وہ ایمان موجزن ہے جس سے روسی فوج مرحوم ہے۔

میں نے قیام افغانستان کے دوران ہی احادیث نبویؐ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رفقاء سے فرماتے تھے کہ "وہ ایمان ہی کی بدولت کامیاب وکامران ہوں گے۔" اس میں شک نہیں کہ ایمان کی قوت سے بھرپور افغان مجاہدین جدید ترین جنگی ساز وسامان سے لیس روسی فوج کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ افغانستان سے واپسی کے بعد میں صحافت کے بجائے اپنے اصل پیشہ' کیمرہ مینی کا کام کرنے لگا۔ ۱۹۸۸ء میں نیو یارک میں ہم نے دوستوں کے تعاون سے ایک کمپنی کی بنیاد ڈالی۔ "راک اینڈ رول" گانے والوں کی ایک ٹیم ہم نے تشکیل دی۔ یہاں سے ہماری دوسری

زندگی شروع ہوئی جو سراسر لہو ولعب اور رقص وسرور اور شراب وشباب کی زندگی تھی۔ ہماری ملاقاتیں ان مشہور فلمی ستاروں سے بھی ہوئیں جن کے بارے میں ہم اخبارات میں پڑھا کرتے تھے۔ اس زمانے میں ہم نے دولت اکٹھی کرنا شروع کی۔ ایک سال کے اندر ہی میرے پاس ستر ہزار ڈالر جمع ہوگئے۔ میری زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی رقم میرے ہاتھ میں آئی۔ مجھے ایک بڑے دولت مند کی شادی کی تقریب میں ناروے مدعو کیا گیا تاکہ میں اس کی فلم بندی کروں۔ اس میں اچھے خاصے پیسے ملے۔ ۱۹۹۲ء میں مجھے راک اینڈ رول کے مشہور مغنی ایلٹن جان کے ساتھ سفر پر جانا پڑا تاکہ اس کے اس سفر کو کیمرے میں محفوظ کروں۔ یورپ کی سیاحت کے دوران ویانا میں ہماری ملاقات پناہ گزینوں کے ذمہ داران' اقوام متحدہ کے ایک عہدے دار سے ہوئی۔ اس نے خواہش ظاہر کی کہ آپ صرف دو دن کے لیے بوسنیا ہو کر آیئے اور وہاں کی خانہ جنگی کی تصویریں لے لیجئے۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ میں نے خانہ جنگی کی اتنی تصویریں اتاری ہیں جو بہت سی جنگوں کے لیے کافی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اری ٹیریا' ایتھوپیا' پولی سیاریو (مراکش) افغانستان اور بیروت وغیرہ کی تصویریں لے چکا ہوں۔ لیکن جب میں اپنے ہوٹل میں واپس آیا تو اس شب ٹیلی ویژن پر بوسنیا کی خبریں دیکھ کر میری رائے بدل گئی۔ ہم نے ٹی وی پر دیکھا کہ سرائیوو میں خواتین اور معصوم بچوں نے روٹی حاصل کرنے کے لیے لائن لگائی تھی' اس پر سربوں نے زبردست گولہ باری کی۔ اس خبر نے میرے احساسات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اس لیے کہ افغانستان اور دوسرے مقامات پر بے گناہ بچے اور عورتیں جنگ میں قتل ہوئے لیکن اصل مقابلہ مردوں کا مردوں سے تھا لیکن بوسنیا میں جو جنگ ہو رہی تھی' وہ تو مکمل طور پر مسلمانوں کے خلاف تھی۔

(مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ دسمبر ۹۷ء)